eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

جاوید اقبال
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر رابعہ سرفراز
پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Javed Iqbal **Email:** officer.ctpf@yahoo.com
PhD Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad
Dr. Rabia Sarfraz **Email:** dr.rabiasarfraz@yahoo.com
Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad

انسانی تہذیب کا آغاز و ارتقا

THE BEGINNING AND EVOLUTION OF HUMAN CIVILIZATION

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i01.80

ABSTRACT

Civilization arises with man's evolution, from caves to remarkable buildings. It is the embodiment of all human races, creeds and traditions. Man is the basic unit of civilization. Necessities of life, geological circumstances and socio-political rules are the affecting factors of civilization. It includes all material as well as spiritual activities that man adopts for his stability on earth. Folklore, moral rituals, philosophy, socio-economic activities, religion, culture and ideologies are different progressive steps of human civilization. It gives a specific identity to a nation at all levels. Civilization distinguish man from other creations and grows from generation to generation. There is a big confusion between the word culture and civilization. Culture is the expression of the moral and spiritual behaviour of a man that creates uniformity and discipline among different members of society while civilization describes all evolutionary steps that man takes to live on land. Culture and civilization are the two sides of the same coin.

KEYWORDS
Civilization, Socio-Economic, Activities, Moral and Spiritual Behaviour, Culture, Evolution, Human.

Received: 02-May-22
Accepted: 10-Jun-22
Online: 30-Jun-22

کلیدی الفاظ: تہذیب، معاشرتی سرگرمیاں، اخلاقی اور روحانی طرزِ عمل، کلچر

ابتدائے آفرینش سے انسانی تاریخ ہی اصل میں تہذیبوں کی تاریخ ہے۔ اس لیے انسانی زندگی کے ارتقاء کو کسی دوسرے زاویے سے دیکھنا ممکن نہیں۔ تہذیب بنی نوع انسان کی مختلف نسلوں کا احاطہ کرتی ہے جس کا آغاز انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ اس طرح تہذیب کا موضوع انسانی زندگی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے اجتماعی فکر و عمل، رویوں، اقدار اور طرزِ زندگی کا نام ہے۔

تہذیب کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ جنت سے انخلاء اور کرہ ارض پر ظہور کے ساتھ ہی تہذیبی عوامل کار فرما ہو گئے۔ دنیا میں جیسے جیسے انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے معاشرے کا ارتقا ہوتا گیا۔ فرد معاشرے کی اکائی ہوتا ہے۔ وہ معاشرے سے اچھائی یا برائی اختیار کرتا ہے اور خود کو زمانے کے مطابق تبدیل کرتا رہتا ہے۔ اس طرح وقت کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی پر بہت سے تہذیبی عوامل کار فرما ہوتے ہیں۔ جسمانی اور روحانی عوامل کا انسان پر اثر انداز ہونا جیسا کہ مذہب، لوک گیت، کہانیاں، شاعری، اخلاق، اصول وضوابط، کھیل، فلسفہ، تھیٹر، لائبریریاں، معاشی سرگرمیاں، سیاسی اور معاشرتی طرزِ عمل وغیرہ یہ سب انسانی تہذیب کی مختلف کڑیاں ہیں۔

ہر قوم کی تہذیب ایک مخصوص ماحول میں نشو و نما پاتی ہے جس میں اس علاقے کا جغرافیہ، زبان، آلات و اوزار، فکری طرز عمل رویے، عقائد و نظریات، طرزِ معاشرت، اخلاق وعادات اور معاشی حالات سر فہرست ہیں۔ اس کے علاوہ بیرونی قوموں کے ساتھ میل جول کے نتیجے میں رونما ہونے والے اثرات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر قوم اپنی تہذیب کی وجہ سے اقوام عالم میں پہچانی جاتی ہے۔

ابتدا میں انسان جنگلوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ اپنی خوراک شکار کے ذریعے جانوروں سے اور جنگلی پھلوں سے حاصل کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ انسان نے مُردوں کو دفن کرنے کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے میں مزید مہارتیں حاصل کرنا شروع کر دیں۔ انسان کے اس ابتدائی دور کو حجری دور کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ اس بارے میں محمد مجیب رقم کرتے ہیں:

"یہ آثار زیادہ تر تو پتھر کے مختلف اوزاروں پر مشتمل ہیں جن سے کاٹنے، چھیلنے یا کھودنے کا کام لیا جاتا تھا۔"(۱)

انسان جب اپنے ابتدائی دور سے ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھا اور اپنی ضرورت کے لیے مزید ایجادات کیں تا کہ اپنی زندگی بہتر طریقے سے گزارے۔ اس بارے میں ڈاکٹر معین الحق لکھتے ہیں:

"اس عہد میں انسان نے اپنی ایجاد اور صلاحیت میں اتنا اضافہ کر لیا کہ ماہرین اس دور کو قدیم حجری عہد سے الگ دور ماننے پر مجبور ہو گئے۔ انسان اب بھی پتھر کا مرہونِ منت تھا۔ ابھی اس نے دھات کا استعمال شروع نہیں کیا تھا۔"(۲)

رفتہ رفتہ انسان زراعت کی طرف مائل ہو گیا۔ اس نے زراعت میں ترقی کی اور ساتھ ساتھ دھاتوں کا استعمال بھی شروع کر دیا۔ اپنے لیے دھات کے مختلف برتن، اوزار، چھریاں اور چاقو وغیرہ بنانا شروع کر دیے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لیے زیورات بنائے۔ شہر کے گرد فصیلوں کی تعمیر بھی شروع کر دی۔ اس بحث کو سمجھنے اور جاننے کے لیے سب سے پہلے تہذیب کے معنی و مفہوم جاننا ضروری ہو گا۔

تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے اس کا تعلق باب تفعیل سے ہے وار اس کا مادہ ہ۔ذ۔ ۃ ہے۔ جبکہ اس کے لغوی معنی خوبصورت بنانا، آراستہ کرنا اور کانٹ چھانٹ کرنا یعنی کسی درخت یا پودے کو خوبصورت بنانے کے لیے اس کو کاٹنا اور تراشنا۔ اس کے ارد گرد سے فالتو گھاس اور جڑی بوٹیوں کو تلف کرنا تاکہ اس کی نئی شاخیں پیدا ہو سکیں۔ فارسی میں کسی شے کو آراستہ، پاک اور درست کرنا۔ اُردو زبان میں اس کے معنی شائستہ، بااخلاق، مودب ہونا اور روایت کا احترام وغیرہ ہیں۔ مختلف لغات میں لفظ "تہذیب" کی عکاسی مختلف انداز میں کی گئی ہے۔ مولف "فرہنگ آصفیہ" لکھتے ہیں:

"آراستگی، صفائی، پاکی، درستی، اصلاح، شائستگی، خوش اخلاقی، اہلیت، لیاقت، آدمیت، تربیت، انسانیت۔"(۳)

"فرہنگ عامرہ" میں تہذیب کا مفہوم کچھ یوں درج ہے:

"پاک کرنا، اصلاح دینا۔"(۴)

"نوراللغات" میں تہذیب کے معنی یوں ہیں:

"پاک کرنا، اصلاح کرنا، آراستگی، پاکیزگی، اصلاح، شائستگی، خوش اخلاق۔"(۵)

مختلف لغات کے مطالعہ سے تہذیب کے جو مفاہیم سمجھ میں آتے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اصلاح کرنا، سنوارنا۔ انسان نے اپنی سہولت اور اصلاح کے لیے زندگی کے ہر عہد میں کچھ اصول وضوابط وضع کیے۔ انہی اصول وضوابط سے آگہی اور ان پر عمل پیرا ہونا تہذیب ہے۔

تہذیب بنیادی طور پر انسانی طرز زندگی اور ان کے عقائد و نظریات سے موسوم کی جاتی ہے۔ دنیا کے ہر خطے کی تہذیب مختلف ہے جسے ایک ٹھوس انداز میں پیش کرنا ممکن نہ ہے۔ تاہم مختلف مفکرین نے اپنی آراء پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تہذیب کو سمجھنے کے لیے کچھ مفکرین کی آراء کا مطالعہ یہاں کیا جاتا ہے۔

کسی تہذیب کا ارتقا ایک ہی دن میں نہیں ہوا بلکہ اس کو بڑا لمبا سفر طے کرنا پڑا۔ اس سفر کے دوران انسان کو بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بڑی مشقت اٹھانا پڑی۔ ابتدا میں انسان نے دریاؤں کے کنارے بسیرا کیا تاکہ وہ کھیتی باڑی کے لیے پانی حاصل کر سکیں۔ اس بارے میں پروفیسر عمر زبیری اپنی کتاب "قدیم تہذیبیں اور مذہب" میں یوں بیان کرتے ہیں:

"جن وادیوں میں تہذیب وتمدن کی نشوونما ہونی شروع ہوئی ان میں تین باتیں مشترک تھیں:

۱۔ ان علاقوں میں زمینیں زرخیز تھیں اور یہاں پانی کی فراوانی تھی جس کی وجہ سے اناج اور غلہ کی کاشت آسانی سے کی جاسکتی تھی۔

۲۔ ان علاقوں کی آب وہوا معقول تھی۔ یہ علاقے بہت زیادہ سرد تھے اور نہ بہت زیادہ گرم۔

۳۔ یہ علاقے پہاڑوں یا ریگستانوں کے درمیان میں تھے اس لیے بیرونی حملہ آوروں سے بہت عرصہ تک محفوظ رہے۔"(۶)

ڈاکٹر عمر حیات اپنی کتاب میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"اہل فکر و دانش اپنے اپنے نکتہ نظر سے تہذیب کا تصور پیش کرتے رہے۔ کسی نے اس سے انسانی رہن سہن مراد لیا اور کسی نے فنونِ لطیفہ کو تہذیب کا نام دیا۔ جب کہ کسی نے اسے فکری ارتقا سے تعبیر کیا۔ اپنی نوعیت اور روح کے اعتبار سے تہذیب کا تصور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔"(۷)

اگر ہم تہذیب کو مختصراً بیان کرنا چاہیں تو اسے انسانی طرزِ زندگی کا نام دیں گے۔ انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کسی تہذیب کی ضرورت ہوتی ہے جس کا تعلق اس علاقے کی جغرافیائی حدود اور وہاں بسنے والے لوگوں کے رہن سہن، علوم وفنون، رسوم وروایات، مذہبی عقائد اور زبان سے ہے۔ پروفیسر حمید خان تہذیب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تہذیب کا خاکہ بڑی حد تک انسان کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ اس خاکے کے نقوش ہر قوم کے مخصوص مزاج، حالات اور عقائد کے مطابق مدتوں اور صدیوں میں بتدریج ابھرتے ہیں۔"(۸)

کسی انسانی معاشرے کی بقا کے لیے تہذیبی شعور اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا انسانی زندگی کے لیے ہوا، پانی اور خوراک۔ جب تک انسان اپنی تہذیبی اقدار سے جڑا رہتا ہے۔ معاشرے میں اس کا باعزت مقام قائم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر انوار ہاشمی رقم طراز ہیں:

"انسان کی زندگی کے بنیادی تصورات، عقائد وافکار، زندگی کا نصب العین اور تمام ارادی افعال جن میں انسان کا چلنا پھرنا، انداز گفتگو، کردار، اخلاق آداب و اطوار، اس کے علمی، ادبی، سائنسی کارنامے، اس کی سیاست، معاشرت اور معیشت سب شامل ہیں۔"(۹)

تہذیب خالصتاً انسانی تخلیق ہے اور انسان کے دم سے ہی اس کا وجود برقرار ہے۔ ہر قوم کے مختلف تہذیبی پہلو ہوتے ہیں جس کی جڑیں اس کی جغرافیائی حدود سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر عمر حیات تہذیب کے بارے رقم طراز ہیں:

"تہذیب سے مراد تہذیبِ نفس و تہذیب فکر ہے۔ جس کے اثرات انسان کے ظاہری کردار و عمل پر مرتب ہوتے ہیں تو اس کے مہذب ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ جب کردار کی اصلاح ہوتی ہے تو وہ ان فطری اوصاف سے متصف نظر آتا ہے جو اوصافِ حمیدہ کہلاتے ہیں۔"(۱۰)

انگریزی میں تہذیب و ثقافت کے لیے کلچر کا لفظ مستعمل ہے اور موجودہ دور میں تہذیب کے لیے کلچر کا لفظ عام استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹائلر نے تہذیب یا کلچر کی تعریف اس طرح کی ہے:

"Culture is that complex, whole which includes knowledge, belief, art, moral laws, customs and any other capabilities and habits acquired by man as a member of society."(11)

ڈاکٹر عالی جاہ علی عزت نے تہذیب اور تہذیبی معاملات کو موضوع بحث بنایا ہے۔ لیکن انھوں نے کلچر کی بجائے تہذیب کے لیے Civilization کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر عالی جاہ علی عزت تحریر کرتے ہیں:

"Civilization means the art of functioning, ruling and making things perfect. Culture is a continual creating of self, civilization is continual changing of the world."(12)

تمدن کے معنی شہریت کے ہیں یعنی شہر بسانا، شہری زندگی اختیار کرنا، معاشرے میں رہنا، خوش اخلاق اور مہذب ہونا۔

اصطلاح میں تمدن سے مراد وہی باتیں ہیں جو تہذیب میں شمار ہوتی ہیں مثلاً شہری زندگی اپنانا، شائستہ ہونا وغیرہ مگر فرق یہ ہے کہ تہذیب کا تعلق اگر نظریات سے ہے تو تمدن سے مراد ان نظریات کی عملی صورت ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تہذیب اصل ہے اور تمدن اس سے پھوٹنے والی شاخ ہے جو کسی مخصوص جغرافیائی ماحول میں پیدا ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ساجد امجد نے اپنی کتاب میں تمدن کا مفہوم ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

"تمدن لفظ مدن سے ہے جس کے معنی اقامت کرنا، شہریت اختیار کرنا، شہر بنانا اور معاشرے میں رہنے کے ہیں اسی لفظ سے مدینہ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں۔"(۱۳)

انسان نے شہروں کی طرف اپنا رخ اس لیے کیا کہ اس کو ضروریات زندگی بہتر انداز میں میسر ہوں۔ یہی وجہ ہے انسانی ضروریات نے رفتہ رفتہ تمدن کو جنم دیا۔ گویا تمدن شہری زندگی کی تمام آسائش وضروریات پوری کرنے کا نام ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار اور جدید علوم کا ساتھ بھی ضروری ہے۔ یعنی ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا جس کے لیے حصول علم کے ساتھ ساتھ اصول و قوانین پر بھی عمل کیا جائے۔ الغرض طبعی سائنس اور علوم فنون میں ترقی کرنے کا نام تمدن ہے۔

اس میں فطرت ثانیہ، عادات واطوار، رسم ورواج، مذہبی رسوم سے لے کر سلام و دعا کی عادات تک وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو کسی قبیلے یا قوم کے لوگوں کے فطری اور معاشرتی تعلق کو ظاہر کرتی ہیں۔ گویا تمدن اس ذہنی، مادی اور خارجی طرزِ عمل کا نام ہے جو معاشرے کے افراد میں مساوی طور پر رائج ہوتا ہے اور یہی چیز ہے جو ایک معاشرے کو دوسرے معاشرے سے ممتاز کرتی ہے۔ اس بارے میں سراج منیر اپنی کتاب "ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر" میں بیان کرتے ہیں:

"اس کے دائرے میں مذہب، فنونِ لطیفہ، معاشرت، تاریخ، فلسفہ اور بشریات تک سب کے سب کسی نہ کسی درجے میں شامل ہیں۔"(۱۴)

الغرض مادی، معاشرتی اور فنی ترقی کا نام تمدن ہے اور روحانی و ذہنی ارتقاء کا نام تہذیب ہے۔ تہذیب اور تمدن کا آپس میں تعلق یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ تہذیب روح اور تمدن اس کا جسم ہے یا تہذیب ایک بیج ہے اور تمدن اس بیج سے پیدا ہونے والا درخت ہے۔

ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا تعلق باب تفاعل سے ہے جس کا مادہ ث ق ف ہے۔ ثقافت کے لغوی معنی کسی شے، مقام، شخص اور مقصد کو تلاش کرنا، زیرکی اور دانائی ہے جبکہ اس کا مفہوم ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر روحانی سکون حاصل کرنا اور طرزِ زندگی بہتر بنانا ہے جس میں مصوری، خطاطی، شاعری، علوم وفنون، عادات واطوار اور معاشرتی رہن سہن وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح ثقافت سے مراد کسی قوم کے عقائد، مذہب، اخلاقیات، معاملات، معاشرت، فنون، ہنر، رسوم و رواج، افعال ارادی اور قانونی، باطنی کردار اور طرزِ زندگی ہیں۔ اس میں اس قوم کے اقدار و احساسات بھی شامل ہیں جن میں وہ یقین رکھتی ہے۔ ثقافت کو انسان خود جنم دیتا ہے اور نسل در نسل منتقل کرتا ہے۔ اگر کسی قوم کی ثقافت اچھی ہے تو معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

ثقافت لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے اور جب یہ رہن سہن رسم و رواج کی حد تک ابھرتا ہے تو بعض علماء اسے تہذیب کا نام دیتے ہیں اور جب تہذیب مختلف فنون کی تخلیق تک اٹھ جائے تو اسے ثقافت کہا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ثقافت کی مختصر مگر جامع تعریف پیش کرتے ہیں:

"ثقافت پوری انسانی زندگی پر محیط ہے۔ یہ صرف ناچ گانے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پوری انسانی زندگی کے کاروبار کا نام ہے۔"(۱۵)

الغرض ثقافت انسان کی سعی و کوشش اور عمل کے اس پہلو کا نام ہے جس میں وہ مادی نقطہ نظر کی بجائے عملی نقطہ نظر سے کام لیتا ہے تا کہ اسے روحانی اور ذہنی سکون ہو اور معاشرتی زندگی رواں دواں ہو۔

کلچر جرمن زبان کے لفظ "کلٹور" سے لیا گیا ہے جس کے معنی جوتنا، بونا اور اگانا کے ہیں۔ کلچر سے مراد ہماری روزمرہ رہن سہن اور طرزِ زندگی ہے۔ کسی قوم یا قبیلے کا کلچر اس کے معاشرتی اور اقتصادی نظام پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر اس نظام میں تبدیلی واقع ہو تو یہ تبدیلی کلچر میں بھی تبدیلی کا باعث بنے گی۔ کوئی قوم اس وقت مضبوط بنتی ہے جب وہ اپنی اقدار اور روایات سے آگاہ ہو اور ان اقدار و روایات کا اظہار اپنی ہی زبان میں کرتی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا اپنی کتاب "اُردو شاعری کا مزاج" میں کلچر کی تعریف ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

> "کلچر کا لغوی مفہوم تو کانٹ چھانٹ ہے، جب آپ اپنے پھولوں کی کیاری کو جڑی بوٹیوں سے پاک کرتے ہیں، پودوں کی تراش خراش کرتے ہیں اور پھولوں کو کھلنے کے پورے مواقع مہیا کرتے ہیں تو گویا کلچر کے سلسلے میں پہلا قدم اٹھاتے ہیں۔۔۔ بنیادی طور پر انسان کا باطن ایک جنگل کی طرح ہے جو جذبات کی خاردار جھاڑیوں سے اٹا پڑا ہے اور جس میں راستہ بنانا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے۔ انسان کے وہ تخلیقی اقدامات جن کی مدد سے اس نے اپنی ذات کے گھنے جنگل میں راستے بنائے اور پھر ایک مستقل تراش خراش کے عمل سے ان راستوں کو قائم رکھا۔ کلچر کے زمرے میں آتا ہے۔"(۱۶)

الغرض کلچر میں زندگی کے وہ تمام مشاغل، ہنر، علوم وعقائد، رسم و رواج اور اخلاقیات و عادات شامل ہیں جن سے انسان میں وحشیانہ پن اور انسانیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ تنگ نظری اور تعصب جیسی بری عادتوں کی اصلاح کر کے خود میں ایثار و وفاداری، غیرت و خودداری اور اخلاق و تہذیب جیسی صفات پیدا کر لیتا ہے اور اپنے معاشرے کو ترقی کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔

تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر در حقیقت انسانی تہذیب کے ارتقائی سفر کے مختلف مراحل ہیں۔ تہذیب انسانی بقا کی بنیاد ہے جو انسانی زندگی میں درستی، شائستگی اور آراستگی کا نام ہے۔ ایک مخصوص عرصے میں بنی نوع انسان اپنی بقا اور اصلاح کے لیے جو کچھ تخلیق کرتا ہے وہ اس کی تہذیب کہلاتی ہے۔ سبط حسن کی پیش کردہ تہذیب کی تعریف انہی خیالات کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ اس بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں:

> "تہذیب کے لیے شہر، دیہات، صحرا اور کوہستان کی کوئی قید نہیں کیونکہ تہذیب معاشرے کی اجتماعی تخلیقات اور اقدار کا نچوڑ ہوتی ہے اس لیے تہذیب کے آثار ہر معاشرے میں ملتے ہیں۔ خواہ وہ غاروں میں رہنے والا ہو نیم وحشی قبیلوں کا معاشرہ ہو۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی موجود تھی جب انسان پتھر کے آلات و اوزار استعمال کرتا تھا۔"(۱۷)

اس سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ تہذیب کا آغاز انسان کے وجود کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ انسان نے اپنی زندگی میں حصول آسائش کے لیے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے غاروں اور جنگلوں سے نکل کر شہر کا رخ اختیار کیا جس سے اس کی جدید زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اپنی جدید زندگی کے لیے اس نے نت نئے افکار، عقائد اور طور طریقے اپنائے تا کہ وہ روئے ارض پر با معنی

اور باوقار طریقے سے اپنی زندگی گزار سکے۔ جنگلوں سے شہر تک کے اس سفر میں تہذیب کی جگہ تمدن نے لے لی۔

تمدن در حقیقت ضروریات زندگی کی پیداوار ہے۔ بدلتی ہوئی انسانی ضروریات اور نظریات نے تمدن کو جنم دیا۔ انسانی زندگی کے ارتقائی مراحل میں تہذیب کے بعد دوسرا مرحلہ "تمدن" ہے جو لفظ مدن سے نکلا ہے جس کے معنی شہریت یعنی شہر بسانا کے ہیں۔ لہٰذا تمدن کے لیے شہر کی شرط ضروری ہے۔ تمدن، تہذیب کا مادی پہلو ہے اور انسان کی تہذیب ہی کا عکاس ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر عابد حسین تحریر کرتے ہیں:

> "تہذیب کی تکمیل کے لیے مادی وسائل کی بھی ضرورت ہے۔ ابتدا میں مادی ترقی کی وہ منزل جس میں انسان ایک بہت بڑی تعداد میں ایک جگہ بسے یعنی شہر آباد ہونے لگے "تمدن" کہلائی۔"[۱۸]

مادی ترقی کے علاوہ انسان کچھ ایسے کام بھی کرتا جس سے اسے روحانی اور ذہنی سکون ملے۔ اس میں مختلف مشاغل جیسے مصوری، شاعری، خطاطی اور دیگر علوم و فنون شامل ہیں۔ انسانی تہذیب کے اس ارتقائی سفر میں روحانی اور فکری صلاحیتوں کی شمولیت کو ثقافت کا نام دیا جاتا ہے۔ ثقافت کے معنی ہی زیرکی، دانائی اور مہارت کے ہیں۔ ہر وہ کام جو انسان سیکھ کر انجام دے چاہے وہ اس کی فکری سوچ کا نتیجہ ہو یا مشاہدۂ کائنات کا، ثقافت کہلاتا ہے۔ تہذیب بنیادی طور پر عقائد و نظریات سے جنم لیتی ہے اور ان عقائد و نظریات کے ساتھ ساتھ کچھ خارجی حالات بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ الغرض تہذیب و ثقافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس پر پروفیسر ڈاکٹر ساجد لکھتے ہیں:

> "تہذیب اگر درخت ہے تو ثقافت اس کی شاخیں۔ یہ دونوں الگ ضرور ہیں لیکن ایک خاص تعلق کی بدولت اہمیت کی حامل بھی ہیں۔ یہ ثقافت ہی ہے جس کی بدولت کسی تہذیب کے فنا ہو جانے کے بعد بھی اس تہذیب کو مجسم دیکھا جا سکتا ہے۔"[۱۹]

تہذیب کسی معاشرے کی اجتماعی سوچ، فکر اور طرزِ عمل کا نام ہے اور ثقافت اس وضع کردہ نظریہ کی عملی صورت کا نام ہے یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ تہذیب و ثقافت کو جنم دیتی ہے۔ تہذیب اور ثقافت کے اس تعلق کو ریاض انور یوں بیان کرتے ہیں:

> "تہذیب ہماری حیات کے ظاہری پہلو کا نام ہے۔ بر خلاف اس کے ہمارے اندرونی اور داخلی افکار و احساسات ہماری ثقافت کو آشکار کرتے ہیں۔"[۲۰]

تہذیب و تمدن اور ثقافت کے لیے انگریزی میں ایک ہی لفظ کلچر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں جوتنا، بونا اور اگانا۔ یعنی کلچر اپنے اندر ان تینوں الفاظ کی جامعیت لیے ہوئے ہے۔ انسانی تہذیب نے جنگل سے شہر تک جو ارتقائی منازل طے کی ہیں۔ انگریزی کا یہ ایک لفظ "کلچر" اس سارے سفر کی عکاسی کرتا ہے۔ انگریز مفکر ٹی ایس ایلیٹ اپنی کتاب "Notes Towards the Definition of Culture" میں کلچر کو ایک ایسی اصطلاح کے طور پر پیش کرتے ہیں جو اپنے اندر بہت جامعیت رکھتی ہے اور معاشرے کے تمام مظاہر کو ایک کڑی میں منسلک کرتی ہے۔

ان کے خیال میں معاشرے کے مختلف افراد، طبقات اور گروہ مل کر جو باضابطگی کی کیفیت پیدا کرتے ہیں اسے مجموعی طور پر "کلچر" کہتے ہیں۔ "کلچر" ایک معاشرتی کل ہے جبکہ معاشرے کے تمام افراد، افعال اور مظاہر اس کی تکمیل میں اجزا کے طور پر کام کرتے ہیں۔ انسانی زندگی کے تمام بنیادی ادارے جیسے مذہب، معیشت، سیاست، سائنس، علوم و فنون وغیرہ کلچر کے

زمرے میں آتے ہیں۔

یعنی کلچر انسانی زندگی کے مجموعی طرزِ عمل کے اظہار کا نام ہے۔ اگر طرزِ عمل انفرادی ہو تو وہ کلچر نہیں کہلائے گا۔ کلچر ایک جامع اصطلاح ہے جس کا اطلاق معاشرے کے مختلف گروہوں، طبقات اور اقوام پر باضابطگی کے ساتھ یکساں طور پر ہوتا ہے۔ کلچر کی بنیاد پر ہی ایک معاشرے کو دوسرے معاشرے سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر اس بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں:

"کلچر بھی ایک ایسی ہی اصطلاح ہے جس کی اہلِ علم و دانش نے مختلف قسم کی بیسیوں تعریفیں کی ہیں۔ کلچر کے لیے عربی اور اُردو میں "ثقافت" کی اصطلاح عصرِ حاضر کی پیداوار ہے۔"(۲۱)

اُردو زبان میں کلچر کے ہم معنی کے طور پر دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک لفظ "تہذیب" ہے جس کا تعلق انسان کے ظاہری طرزِ عمل سے ہے۔ دوسرا لفظ "ثقافت" ہے جو انسان کی ذہنی اور روحانی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے جبکہ انگریزی میں ان دونوں الفاظ کے لیے ایک ہی لفظ کلچر متعارف کیا گیا ہے جس میں تہذیب اور ثقافت دونوں کے مفاہیم شامل کیے گئے ہیں۔ الغرض کلچر کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ کلچر ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو انسانی زندگی کی تمام ذہنی، مادی، خارجی اور داخلی سرگرمیوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔

تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر کے درمیان جزوی نوعیت کا فرق ضرور ہے مگر یہ تمام اصطلاحات ایک ہی ارتقائی عمل کے مختلف مراحل کا اظہار ہیں تہذیب عقائد و نظریات اور ظاہری طرزِ زندگی کی مظہر ہے۔ تمدن کا تعلق شہریت اور جدت سے ہے جبکہ ثقافت فنی و روحانی مہارت کا عمل ہے اور کلچر ان تمام اعمال و افعال کا مجموعہ ہے۔

حوالہ جات

1. محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند (عہد قدیم)، حیدر آباد دکن: عثمانیہ یونیورسٹی پریس، ۱۹۵۱ء، ص: ۲۷
2. معین الحق، ڈاکٹر، تاریخ ہند و پاکستان (عہد قدیم سلطنت دہلی)، کراچی: دائرہ معارف، ۱۹۶۶ء، ص: ۱۱۔۲۱
3. سید احمد دہلوی، مولوی، فرہنگ آصفیہ (جلد اوّل)، لاہور: اُردو سائنس بورڈ پنجم، ۲۰۰۶ء
4. عبداللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۷۶
5. نور الحسن نیرّ، مولوی، نور اللغات (جلد اوّل)، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، طبع سوم، ۲۰۰۶ء
6. عمر زبیری، پروفیسر، قدیم تہذیبیں اور مذاہب، لاہور: دار الشعور، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۸
7. عمر حیات، ڈاکٹر، تصورِ تہذیب (عصری اور اسلامی نکتہ نظر)، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳
8. حمید احمد خاں، پروفیسر، تعلیم و تہذیب، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء، ص: ۱۱۰
9. انوار ہاشمی، ڈاکٹر، تہذیب کی کہانی، کراچی: جاوید پریس، بار سوم، ۱۹۶۸ء، ص: ۶۰
10. عمر حیات، ڈاکٹر، تصورِ تہذیب (عصری اور اسلامی نکتہ نظر)، ص ۱۴
11. Cutlure & Sociology Edited by B.G. Cashion & Ross A.Halm Wayner University Australia, 1983, P:21

12. Begovic, Alija, Ali Izet, Islam Between East and West, American Trust Publications, 1991, P.45

13. ساجد امجد، ڈاکٹر، اُردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص:۱۰

14. سراج منیر، ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۷ء، ص:۶۵

15. عبداللہ، سید، ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص:۲

16. وزیر آغا، اردو شاعری کا مزاج، لاہور: جدید ناشرین، ۱۹۶۵ء، ص:۱۵۴

17. سبط حسن، سید، پاکستان میں تہذیب کا ارتقا، ص:۲۹

18. عابد حسین، ڈاکٹر، قومی تہذیب کا مسئلہ، علی گڑھ: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۵۵ء، ص:۹

19. ساجد امجد، ڈاکٹر، اُردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص:۳۱

20. ریاض انور، اصولِ تمدن، کراچی: مکتبہ نظامیہ، طبع سوم، ۱۹۷۵ء، ص:۳۱۸

21. ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، اسلامی ثقافت، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ص:۴۲